Tarseel, Vol.18 (ISSN: 0975-6655)
A Peer Reviewed Research Journal of Urdu
Listed in UGC-CARE
Center for Distance and Online Education
University of Kashmir

اردو اور ہندی کا صوتی وقواعدی اشتراک: ایک تحقیقی جائزہ

ڈاکٹر محمد حسین زرگر

تلخیص

ہند آریائی سرچشمہ سے پیدا ہونے والی اُردو اور ہندی کی نشونما اس طور پر ہوئی ہے کہ موجودہ صورتحال میں اب یہ دو آزاد مستقل بالذات اور الگ الگ زبانیں کہلائی جاتی ہیں۔ ہندی اپنا فیضان سنسکرت سے اور اردو پراکرتوں کے علاوہ عربی اور فارسی سے حاصل کرنے لگی۔ اس طرح دونوں کے لسانی دھاروں کے دو مختلف سمتوں میں بہنے سے اگر چہ دو اہم لسانی اور ادبی روایتیں وجود میں آئیں، جس کی وجہ سے لفظیات میں خاصا فرق ہے تاہم دونوں زبانوں کے ارتقا کی کڑیاں ایک دوسرے سے اس طرح جڑی ہوئی ہیں کہ ایک دوسری سے بے نیاز نہیں ہوسکتیں۔ نسبتی اعتبار سے سگی بہنیں ہونے کی وجہ سے دونوں میں گہرا رشتہ پایا جاتا ہے۔ اس تحقیقی مقالے میں اردو اور ہندی کے صوتی اور قواعدی اشتراک کی مختلف صورتوں کو پیش کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

کلیدی الفاظ:

شورسینی اپ بھرنش، کھڑی بولی، جنس، فعل، بولیاں، زبانیں، اشتراک، قواعد

اردو اور ہندی میں بڑا قریبی رشتہ ہے، ایسا رشتہ دو سگی بہنوں میں ہی ممکن ہوسکتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ دونوں زبانوں کی اساس، بنیاد اور قواعدی ڈھانچہ ایک ہے اور اس کا ایک تاریخی سبب ہے، کیونکہ دونوں زبانیں شورسینی اپ بھرنش اور اس کے بعد کھڑی بولی سے ماخوذ ہیں لہذا دونوں میں لسانی اشتراک کا پایا جانا لازمی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بظاہر بول چال کی سطح پر دونوں زبانوں میں کوئی فرق معلوم نہیں ہوتا۔ ڈاکٹر مرزا خلیل احمد بیگ کے الفاظ میں:

> ''زمانہ حال کی ہندی کا معیاری روپ جسے اعلیٰ ہندی بھی کہتے ہیں کھڑی بولی پر قائم ہے اور اردو کی بنیاد بھی کھڑی بولی پر استوار ہے، اس لیے نارنگ صاحب کا یہ کہنا بالکل بجا ہے کہ جتنا اشتراک ان دونوں کی آوازوں اور صرفی ونحوی ڈھانچے اور روزمرہ محاورے میں آج بھی پایا جاتا ہے، شاید ہی دنیا کی کسی دو زبانوں میں پایا جاتا ہو۔'' ۱

ہند آریائی سرچشمہ سے پیدا ہونے والی اُردو اور ہندی کی نشونما اس طور پر ہوئی ہے کہ موجودہ صورتحال میں اب یہ دو آزاد مستقل بالذات اور الگ الگ زبانیں کہلائی جاتی ہیں۔ ۲ ہندی اپنا فیضان سنسکرت سے اور اردو پراکرتوں کے علاوہ عربی اور فارسی ۳ سے حاصل کرنے لگی۔ اس طرح دونوں کے لسانی دھاروں کے دو مختلف سمتوں میں بہنے سے اگرچہ دو اہم لسانی اور ادبی روایتیں وجود میں آئیں، جس کی وجہ سے لفظیات میں خاصا فرق ہے تاہم دونوں زبانوں کے ارتقا کی کڑیاں ایک دوسرے سے اس طرح جڑی ہوئی ہیں کہ ایک دوسری سے بے نیاز نہیں ہوسکتیں۔ نسبتی اعتبار سے سگی بہنیں ہونے کی وجہ سے دونوں میں گہرا اشتراک پایا جاتا ہے۔ آیئے! اسی اشتراک پر اپنی توجہ مرکوز کریں:

اُردو کی لسانی تاریخ سے قطع نظر، اُردو کی لسانی ساخت اور اس کے ڈھانچے اور کینڈے پر نظر دوڑانے سے ہند آریائی عناصر (Indic) نقوش واضح دکھائی دیتے ہیں۔ یہ عناصر اس ہند آریائی تہذیب کی یاد دلاتے ہیں جو آریوں کے داخلہ ہند ۴ کے بعد سے یہاں پنپنا شروع ہوئی۔ یہ اسی تہذیب کا نتیجہ ہے کہ اُردو کی بیشتر لسانی خصوصیات کا سلسلہ اَپ بھرنش اور پراکرت سے ہوتا ہوا سنسکرت سے جا کر مل جاتا ہے۔ ۵

اُردو صوتیات میں (۸۴) صوتیے (Phonems) پائے جاتے ہیں جن میں (۸۳) ۶ مصمتے (Consonants) اور دس (۱۰) مصوتے (Vowels) ہیں ان دس مصوتوں میں دو دوہرے مصوتے

(Dipthongs) بھی شامل ہیں۔ اُردو کے تمام مصوتے پراکرت اوراس کے توسط سے سنسکرت سے ماخوذ ہیں۔ اسی طرح مصمتوں کی ایک بڑی تعداد بھی سنسکرت اور پراکرت سے اُردو میں داخل ہوئی ہے خالص عربی وفارسی مصمتے اُردو میں صرف چھے (۶) ہیں یعنی ق، ف، ز، ژ، خ اور غ۔ ڈاکٹر گوپی چند نارنگ کا کہنا ہے:

''اُردو کی تقریباً چالیس آوازوں میں صرف چھ ایسی ہیں جو فارسی عربی سے لی گئی ہیں، باقی سب کی سب ہندی اور اُردو میں مشترک ہیں۔'' ۷

ہائیہ اور معکوسی آوازوں کو اُردو صوتیاتی نظام میں ایک خاص اہمیت حاصل ہے۔ ان کی حیثیت اُردو میں مصمتوں (Consonants) کی ہے۔ ہائیہ آوازیں تعداد میں گیارہ ہیں (Aspirates) مثلاً: پھ۔ بھ۔ تھ۔ دھ۔ ٹھ۔ ڈھ۔ چھ۔ کھ۔ گھ اور ڑھ۔ ان کے علاوہ بھی اُردو میں چار آوازیں مستعمل ہیں جو یہ ہیں، مھ: (تمھارا)۔ نھ (ننھا)۔ لھ (دولھا) اور رھ (سرھانا) ۸ ان چار آوازوں کو شامل کرنے کے بعد اُردو کی ہائیہ آوازوں کی تعداد (۱۵) ہو جاتی ہے۔ یہ تمام آوازیں ہند آریائی ماخذ مثلاً سنسکرت، پراکرت اور اپ بھرنش سے اُردو میں آئی ہیں۔ ان میں سے کسی بھی آواز کا عربی، فارسی یا ترکی زبان سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

اسی طرح اُردو کے صوتیاتی نظام میں معکوسی آوازیں چھے (۶) ہیں جن میں سے تین غیر ہائیہ مثلاً ٹ، ڈ، ڑ اور تین ہائیہ آوازیں مثلاً ٹھ، ڈھ، ڑھ ہیں۔ یہ آوازیں اُردو صوتیات کا جزوِ لاینفک ہیں۔

اُردو میں (۱۴) چودہ ایسی آوازیں بھی پائی جاتی ہیں جو ہند آریائی، عربی اور فارسی میں مشترک ہیں۔ یعنی اُردو میں ان کا ارتقا ہند آریائی ماخذ سے بھی ہوا ہے اور عربی و فارسی سے بھی، لیکن اُردو میں ان آوازوں پر مشتمل عربی و فارسی الفاظ کی تعداد، ان آوازوں سے تشکیل شدہ ہند آریائی الفاظ کے مقابلے میں بہت کم ہے۔ یہ آوازیں ہیں۔ ب، ت، د، ج، ک، م، ل، ن، ر، س، ش، ی، ہ، و۔ ان کے علاوہ اُردو میں ہند آریائی کی تین آوازیں اور بھی ہیں جو فارسی میں بھی پائی جاتی ہیں۔ یعنی پ، چ اور گ، لیکن ان آوازوں سے بننے والے ہند آریائی الفاظ کی تعداد بھی اُردو میں ان آوازوں پر مشتمل فارسی الفاظ کی تعداد سے کہیں زیادہ ہے۔ ۹

اُردو، ہندی صوتیات میں آوازوں کے اشتراک کے حوالے سے گوپی چند نارنگ رقمطراز ہیں:

''سادہ اور ہکار بندشی آوازیں بھ، پھ، دھ، کھ، گھ، چھ، جھ وغیرہ بیس کی بیس پورے سِٹ کی

حیثیت سے ہندی اور اُردو میں تو موجود ہیں۔لیکن ایسا سٹ نہ فارسی میں ہے نہ عربی میں۔اس کے علاوہ معکوسی آوازیں یعنی ٹ، ڈ،ڑ اوران کے ہکارروپ ٹھ، ڈھ، اورڑھ بھی ہندی اور اُردو میں مشترک ہیں،سوائے ان آوازوں کے جس کو پراکرتوں کے تد بھور جحان کے تحت اُردو والے سادہ بنا لیتے ہیں، گویا گنتی کی چند آوازوں کو چھوڑ کر اُردو اور ہندی کے مصمتوں کا ڈھانچہ تقریباً ایک جیسا ہے۔مصوتوں میں تو صوتی ہم آہنگی سو فیصدی ہے۔ ہندی اور اُردو دونوں کے بنیادی مصوتے دس ہیں اوران میں کوئی فرق نہیں۔''۱۰

اُردو رسمِ خط میں عربی کی مخصوص آوازیں ث۔ص۔ ح۔ ذ۔ ض۔ ط۔ ظ شامل ہیں۔اُردو میں ان کا وجود محض رسم خط کی حد تک ہے۔صوتی اعتبار سے یہ دوسرے حروف کی دہری آوازیں ہیں۔ ہندی نے اُردو سے پانچ آوازیں لیں اور اپنے قریب المخرج حروف کے نیچے ایک نقطہ لگا کران کی علامات مقرر کیں وہ آوازیں یہ ہیں۔ خ۔ ز۔ ف۔ ق۔ غ۔ صرف ژ کے لیے ہندی میں کوئی علامت نہیں۔ ۱۱ اُردو میں بھی ژ کی آواز صرف چند الفاظ میں آتی ہے جیسے اژدہا۔ مژہ۔ مژگاں وغیرہ۔ جہاں تک اُردو رسمِ خط میں زائد حروف کا ذکر ہے تو بقول مسعود حسین خاں:

''یہ تمام حرف ہیں صوت نہیں۔اُردو رسمِ خط کے لیے ایک طرح سے زائد حروف ہیں،عربی فارسی لسانی روایت کی دھاک ابھی تک اسی طرح قائم ہے کہ اصلاح کی تمام کوششوں کے باوجود ان سے چھٹکارا نہیں مل سکا ہے۔''۱۲

صرف ونحو:

زبانوں کے باہم رشتے عموماً ان کی ساخت سے معلوم کیے جاتے ہیں جن زبانوں کی ساخت ایک جیسی ہوتی ہے اور ان کے بنیادی اور تعمیری الفاظ،حروفِ ربط اورصرفی ونحوی قاعدوں میں یک رنگی اور ہم آہنگی پائی جاتی ہے،ان دونوں میں قریبی رشتہ تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ کسی زبان کے دخیل الفاظ اس کے بولنے والوں کے سیاسی تغیر وتبدل کی نشاندہی کرنے میں معاون ہوں تاہم وہ زبان کی بنیادی ساخت پر اثر انداز نہیں ہو سکتے۔ڈاکٹر عبدالستار صدیقی کے الفاظ میں:

''جہاں تک غیر زبان کے مفرد الفاظ کا تعلق ہے اس سے زبان کے بنیادی ڈھانچے میں کسی قسم کا فرق نہیں پڑتا۔''۱۳

الفاظ کی تقسیم اور اشتقاق سے بحث کا نام 'صرف' ہے جبکہ جملے میں لفظوں کے ایک دوسرے سے تعلق کو 'نحو' کہتے ہیں۔

نحوی حیثیت سے اُردو اور ہندی میں کوئی خاص فرق نہیں۔ مثلاً اگر یہ کہا جائے کہ:

'' آپ کا نام کیا ہے؟ آپ کہاں جائیں گے؟ جاؤ اپنا کام کرو۔ یہ گھر کس کا ہے؟ میں نے چار آم کھائے۔ باہر اندھیرا ہے۔ اس وقت کیا بجا ہے؟ میں نے سب کچھ جلدی جلدی لکھ دیا ہے۔ رونا اچھا نہیں۔ اتنے میں دونوں بھائی آ پہنچے"۔

تو اسے ہندی بھی کہا جا سکتا ہے اور اُردو بھی۔ لفظوں کا فرق ہو سکتا ہے لیکن جملے میں لفظوں کی ترتیب بالکل ایک سی ہے۔ تذکیر و تانیث کا جو فرق اُردو اور ہندی میں کہیں کہیں ملتا بھی ہے یا دونوں زبانوں کے مخصوص روزمرہ کی وجہ سے اگر کوئی اختلاف کہیں جھلکتا بھی ہے تو وہ انہیں دو زبانوں سے مخصوص نہیں اتنا فرق تو نہ صرف دو زبانوں بلکہ دو قریبی بولیوں میں بھی عموماً پایا جاتا ہے۔[۱۴]

فعل:

جملے کی جان تین چیزیں ہوتی ہیں۔ اسم، اسم صفت اور فعل۔ بہت سے اسم اور صفت تو اُردو نے عربی فارسی سے لیے، لیکن فعل کا سارا سرمایہ اُردو اور ہندی میں مشترک ہے مثلاً آنا، جانا، اُٹھنا، بیٹھنا، سونا، جاگنا، رونا، دھونا، چڑھنا، اترنا، کاٹنا، کھولنا، پانا، ملنا، پتھرانا، چکرانا، ملنا، للچانا، لبھانا، گننا، بلبلانا، ٹمٹمانا، چہچہانا، کھٹکھٹانا، گنگنانا، لہلہانا، تھرتھرانا، گڑگڑانا، تمتمانا، توڑنا، سہارنا، گرنا جیسے سینکڑوں ہزاروں فعل جیسے ہندی میں ہیں، ویسے ہی اُردو میں ہیں۔ افعال زبان کی ریڑھ کی ہڈی ہوتے ہیں ان ہزاروں افعال کو دیکھ کر جو ہندی اور اُردو میں یکساں طور پر استعمال ہوتے ہیں، یہ ایمان لانا پڑتا ہے کہ ہندی اور اُردو دو جڑواں بہنیں ہیں جو آزادانہ طور پر ارتقا پذیر ہیں، لیکن دونوں کی ریڑھ کی ہڈی غیر شعوری طور پر ایک دوسرے سے جڑی ہوئی ہے۔ اُردو کا دامن اس لحاظ سے اور بھی وسیع ہے کہ اس نے عربی لفظوں سے بھی ہندوستانی قاعدے کے مطابق کئی نئے فعل بنائے جنہیں بعد میں ہندی نے بھی قبول کیا[۱۵]۔ مثلاً:

(عربی): بحث سے بحثنا، بدل سے بدلنا، قبول سے قبولنا، کفن سے کفنانا، غلاف سے غلافنا، تمیز سے تمیزنا، تحصیل سے تحصیلنا، تجویز سے تجویزنا وغیرہ۔

(فارسی): اَزمودن سے آزمانا، بخشیدن سے بخشنا، فرمودن سے فرمانا، گذشتن سے گذرنا، شرم سے شرمانا، گرم سے گرمانا، خریدن سے خریدنا، رنگ سے رنگنا وغیرہ۔

اسم:

تمام اسمائے خاص اور عام چیزوں کے نام جیسے ہندی میں ہیں ویسے ہی اُردو میں بھی استعمال ہوتے ہیں، اشخاص کے ناموں میں تبدیلی کا سوال زبان میں ناممکن ہے اس کے علاوہ ان کے خطاب یعنی رائے صاحب، رائے بہادر، اقبال الدولہ وغیرہ اور القاب جیسے غالبؔ کا لقب ''مرزا نوشہ'' یا شری کرشن کا مرلی دھر، وغیرہ۔عرفِ عام جیسے چنو، منو، کلو وغیرہ۔تخلص۔ غالبؔ، نسیمؔ، چکبستؔ، حالیؔ، وغیرہ۔ یہ سب اُردو اور ہندی میں یکساں استعمال ہوتے ہیں۔ملکوں، دریاؤں اور پہاڑوں کے ناموں میں بھی دونوں زبانوں میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوتی۔مثلاً: ہندوستان، پاکستان، امریکہ، روس، عرب، ایران، گنگا، جمنا، برہم پتر، راوی، چناب، ہمالیہ، وندھیا، چل، ست پڑا، نیل گری، وغیرہ۔ایسے تمام اسموں کو تین حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔(i) جنس (ii) تعداد (iii) حالت۔اسماء کی تقسیم بھی دونوں زبانوں میں مشترک ہے۔[۱۶]

جنس:

جنس سے مراد اسماء کی تذکیر و تانیث ہے اور اس اعتبار سے دنیا بھر میں جاندار اسموں کی صرف دو ہی قسمیں مذکر اور مونث ہیں۔ بے جان چیزوں پر چونکہ نر اور مادہ میں سے کسی کا اطلاق نہیں ہوتا۔اس لیے ان کی تذکیر و تانیث میں بھی چنداں امتیاز نہیں اور محض بول چال کے مطابق قیاس ہی سے کام چلایا جاتا ہے۔ جاندار اسموں کی تذکیر و تانیث بھی اگر چہ کسی قطعی قاعدے کے تحت میں نہیں آتی۔پھر بھی اُردو اور ہندی میں اس امتیاز کو واضح کرنے کے عام قاعدے مشترک ہیں۔

۱۔عموماً جن اسموں کا آخری حرف الف 'یا' 'ہ' ہوگا وہ تمام مذکر ہوں گے اور مونث کی حالت میں آخری حرف ''ی'' میں بدل جائے گا۔

مذکر	مونث	مذکر	مونث	مذکر	مونث
لڑکا	لڑکی	بکرا	بکری	بچہ	بچی
مرغا	مرغی	اندھا	اندھی	شہزادہ	شہزادی

۲۔ لیکن کچھ اسموں کا آخری حرف ''یا'' تانیث کی علامت ہے جو دونوں زبانوں میں اس عام قاعدے سے آزاد ہیں:

مذکر	مونث	مذکر	مونث	مذکر	مونث	مذکر	مونث
کتا	کُتیا	چوہا	چوہیا	چڑا	چڑیا	بندر	بندریا

۳۔ بعض مذکر اسموں کے آخری حرف میں ''ی'' بڑھانے سے مونث بنائی جاتی ہے:

مونث	مذکر	مونث	مذکر	مونث	مذکر
تیترنی	تیتر	ہرنی	ہرن	برہمنی	برہمن
سناری	سنار	کبوتری	کبوتر	پٹھانی	پٹھان

۴۔ بعض مذکر اسموں کے آخری کو''ن'' سے بدل دینے یا آخری حرف کے بعد''ن'' بڑھانے سے مونث بنا دیا جاتا ہے:

مونث	مذکر	مونث	مذکر	مونث	مذکر
ناگن	ناگ	بھنگن	بھنگی	جوگن	جوگی
گوالن	گوالا	دلہن	دلہا	مراسن	مراسی

۵۔ بعض حالات میں مذکر اسم کے آخری حرف کو ختم کر کے یا بغیر ختم کیے''انی'' بڑھانے سے اسم مونث بن جاتے ہیں:

مونث	مذکر	مونث	مذکر	مونث	مذکر
اونٹنی	اونٹ	مورنی	مور	شیرنی	شیر
جیٹھانی	جیٹھ	پنڈتانی	پنڈت	ڈومنی	ڈوم

۶۔ مذکورہ بالا تمام قاعدوں میں مذکر اسموں کے آخری حروف میں اضافہ کرنے سے مونث بنائے جاتے ہیں لیکن بھینس اور رانڈ جیسے مونث اسموں کے آخری حرف میں اضافے سے مذکر بنتا ہے۔مثلاً بھینس سے بھینسا اور رانڈ سے رانڈا اور ساس سے سسرا وغیرہ۔

۷۔ دونوں زبانوں میں بعض اسم ایسے ہیں جو صرف مذکر استعمال ہوتے ہیں اوران کے لیے کوئی مونث نہیں آتا مثلاً کوا، باز، ہجڑا وغیرہ اسی طرح بعض اسم مونث ہی استعمال ہوتے ہیں۔ان کے لیے مذکر نہیں ہوتا مثلاً چیل، مینا، بلبل، فاختہ، ڈاین، چڑیل، سوت، سہاگن، مکھی، چھپکلی، چھچھوندر وغیرہ۔

۸۔ اُردو اور ہندی میں تمام زبانوں کے نام مونث ہیں جیسے: انگریزی، اردو، کشمیری، فارسی، اردو، سنسکرت، عربی وغیرہ

۹۔ دنوں اور مہینوں کے نام دونوں زبانوں میں مذکر ہوتے ہیں: سوم، منگل، بدھ، ویر، پیر، شکر، سنیچر، اتوار، چیت، بیساکھ، ہاڑ، ساون، بھادوں، جیٹھ

۱۰۔ چاندی کے علاوہ تمام دھاتوں کے نام دونوں زبانوں میں مذکر ہیں۔مثلاً لوہا، تانبا، سونا۔

۱۱۔ پہاڑوں، ستاروں اور سیاروں کے نام عموماً مذکر ہیں مثلاً ہمالیہ، وندھیاچل وغیرہ اسی طرح دوسرے اسموں کی تذکیروتانیث کے قاعدوں میں بھی اُردو، ہندی میں فرق نہیں۔

تعداد:

اسم عام اگر ایک ہو تو اسے ''واحد'' اور ایک سے زیادہ ہو تو اسے جمع کہتے ہیں۔زبان کی اصطلاح میں اسے تعداد کہتے ہیں۔تعداد کے اصول وقواعد بھی اُردو اور ہندی میں مشترک ہیں مثلاً:

واحد	جمع	واحد	جمع	واحد	جمع
لڑکا	لڑکے	شہر	شہروں	لڑکا	لڑکیاں
پردہ	پردے	کھڑکی	کھڑکیاں	کتاب	کتابیں
بھائی آیا	بھائی آئے	بہن آئی	بہنیں آئیں	لڈو کھایا	لڈو کھائے

نوعیت کے اعتبار سے تعداد کی دو قسمیں ہیں جن چیزوں کی تعداد کے ٹھیک اعداد معلوم ہوں اُسے تعداد معین کہتے ہیں۔ اور جن کے ٹھیک ٹھیک اعداد معلوم نہ ہوں وہ تعداد غیر معین کہلاتی ہے۔تعداد غیر معین کے لیے دونوں زبانوں میں عموماً کل، سب، بہت، بہت سے، تھوڑے سے، تھوڑا، کئی، کچھ کم، م سے کم، زیادہ سے زیادہ، اندازاً، سینکڑوں، ہزاروں جیسے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔

تعداد معین کے لیے اُردو اور ہندی میں اعداد وشمار تقریباً یکساں ہیں۔ایک سے دس تک کے ہندسوں کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔یہ ایک دوسرے سے مل کر نہیں بنتے جبکہ باقی تمام ہندسے انہیں کو ملا کر بنائے گئے ہیں۔

تعداد ترتیبی میں جب بہت سے لوگوں میں سے کسی مخصوص شخص کے بارے میں معلوم کرنا ہو کہ وہ کونسا شخص ہے تو جواب میں پہلا، دوسرا، تیسرا، چوتھا، پانچواں، چھٹا، ساتواں، آٹھواں، نواں، دسواں وغیرہ کا استعمال کیا جاتا ہے۔جبکہ نو کے سلسلے میں ''نو کے نو موجود تھے'' کہتے ہیں۔یہ اعداد دونوں زبانوں میں یکساں استعمال ہوئے ہیں۔

تعدادِ اضافی میں جب ایک تعداد کو دوسرے سے زیادہ بنانا مقصود ہو تو دگنا، تگنا، چوگنا۔بیس گنا، پچاس گنا، سوگنا، ہزار گنا وغیرہ بولا جاتا ہے بعض الفاظ بھی اعداد وشمار کا کام دیتے ہیں۔مثلاً:

درجن... بارہ چیزوں کے لیے

کوڑی... بیس چیزوں کے لیے

گرس... ۱۲درجن یا۱۴۴ چیزوں کے لیے

اسی طرح ناپ وتول میں مندرجہ ذیل الفاظ سے یہ مفہوم لیا جاتا ہے:

دھڑی... چارسیر کے لیےمن ... چالیس سیر کے لیے

پنیری... پانچ سیر کے لیےکلوگرام... ہزار گرام کے لیے

کوئنٹل ... سوکلوگرام کے لیےگز... چھتیس انچ کے لیے۔

شتابدی/صدی... سوسال کے لیے، میٹر... انتالیس انچ ۱۰۰ سینٹی میٹر کے لیے وغیرہ۔اس طرح کسری اعداد کے لیے بھی مخصوص الفاظ مقرر ہیں جو اُردو اور ہندی میں مشترک ہیں۔

۱۔ ایک چوتھائی کے لیے۔ پاؤ

۲۔ نصف حصے کے لیے۔آدھا

۳۔ ایک میں سے ایک چوتھائی کم کے لیے۔ پون یا پونہ

۴۔ ایک اوراس کے چوتھائی حصے کے لیے۔سوا

۵۔ ایک اوراس کے آدھے حصے کے لیے۔ڈیڑھ

۶۔ دواورآدھے کے لیے۔ڈھائی یا اڑھائی۔

۷۔ تین اوراس سے زیادہ کے ساتھ آدھے کے لیے۔ساڑھے وغیرہ۔

حالت:

معنی اورمفہوم کے اعتبار سے اسم اپنے آپ کوکئی حالتوں میں ظاہر کرتا ہے کبھی تو وہ خود کسی کام کو کرنے والا ہوتا ہےاور کبھی کسی کام کے ہونے کا اثراس پرظاہر کرتا ہے۔مثلاً رام نے شام کو مارا۔اس میں رام نے مارنے کا کام کیا ہےاوراس کام کا اثر شام پرظاہر ہوا ہے۔اس لیے رام کی حالت کو فاعلی اورشام کی حالت کو مفعولی کہیں گے۔جس حالت میں کسی کو بلانا ظاہر کیا جائے اسے ندائی حالت کہتے ہیں، موہن یہاں آو۔سوہن کیا کرتے ہو۔لیکن جس میں کسی ایک اسم کو دوسرے سے نسبت یا تعلق ظاہر ہو اُسے حالتِ مضافی کہا جاتا ہے مثلاً احمد کی بکری، محمود کا گھوڑا۔اس میں بکری کا تعلق احمد سے اور گھوڑے کا محمود سے بنایا گیا ہے۔اس

لیے یہ مضاف ہے اور احمد اور محمود مضاف الیہ وہ اس جو کسی خاص خبر کے طور پر واقع ہوتا ہے، وہ اس کی خبری حالت کو ظاہر کرتا ہے جیسے موہن بیمار ہے۔ شام اس گاوں کا نمبردار ہے۔ ان جملوں میں بیمار اور نمبردار دونوں خبری حالت میں ہیں۔ جس حالت سے کسی اسم کا طور طریقہ، ذریعہ، سبب یا مقابلہ وغیرہ ظاہر ہوا سے طوری حالت کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے جیسے وہ شوق سے پڑھتا ہے۔ الف نے بے کو مارا۔ ان جملوں میں سے پہلے میں اس کے پڑھنے کا طریقہ اور دوسرے میں مارنے کا ذریعہ بتایا گیا ہے۔ لہذا یہ اسم کی طوری حالت کو ظاہر کرتے ہیں۔ ایسی حالتوں کے اظہار کا طریقہ بھی اردو اور ہندی زبانوں میں مشترک ہے۔

صفت:

کسی شخص یا شئے سے منسوب مخصوص خاصیت کو صفت کہتے ہیں۔ صفت کا استعمال بھی جس طرح ہندی میں ہوتا ہے اُسی طرح اُردو میں بھی ہوتا ہے۔ صفت ہمیشہ اسم کی حالت کو محدود کر دیتی ہے۔ نوعیت کے اعتبار سے اس کی پانچ قسمیں ہیں۔

صفت ذاتی: کسی چیز کی اندورنی خصوصیت کو ظاہر کرتی ہے جیسے ہلکا، بھاری، ٹھوس وغیرہ۔

صفت نسبتی: یہ کسی چیز یا شخص کا دوسری چیز یا جگہ سے لگاؤ یا نسبت کو ظاہر کرتی ہے۔ مثلاً دہلوی، پنجابی، میتھلی، اودھی

صفت عددی: یہ کسی چیز کی تعداد کو ظاہر کرتی ہے جیسے پانچ آدمی، چھ ہاتھی وغیرہ۔

صفت مقداری: یہ وزن یا ناپ تول میں مقدار ظاہر کرتی ہے۔ جیسے دو سیر آٹا، چار میٹر لٹھا۔ وغیرہ۔

صفت ضمیری: ضمیریں جو کسی صفت کا کام دیتی ہیں، مثلاً کون ایسا کہتا ہے۔ جو کام تم سے نہ ہو سکے اُسے ہاتھ نہ لگاؤ۔ وغیرہ۔

ایسی تمام صفتوں کے لیے اُردو اور ہندی میں جو الفاظ ملتے ہیں وہ کسی ایک زبان سے مخصوص نہیں اور بلا امتیاز دونوں زبانوں میں استعمال ہوتے ہیں، مثلاً:

اجلا، میلا، اچھا، بُرا، ادھورا، پورا، اصلی، نقلی، اونچا، نیچا، امیر، غریب، پتلا، موٹا، بایاں، دایاں، چھوٹا، بڑا، ہلکا، بھاری، بھرا، خالی، پاس، دور، نیا، پرانا، اگلا، پچھلا، پھیلا، سکڑا، دکھی، سکھی، تر، خشک، ترچھا، سیدھا، تنگ، ڈھیلا، چست، سُست، ٹھنڈا، گرم، ٹھوس، کھوکھلا، چکنا، کھردرا، چوڑا، لمبا، خاص، عام، نیلا، پیلا، لال، کالا، سفید، خاکی، بھورا، گلابی، سادہ، رنگین، سب، کچھ، خوبصورت، بدصورت، سخت، نرم، سستا، مہنگا، سیدھا، الٹا، صاف، میلا، ضروری، معمولی، کڑوا، میٹھا، پھیکا، کسیلا، کھلا، بند، کھرا،

کھوٹا، کمزور، مضبوط، گول، سپاٹ، کنوارا، بیاہا، کھلاڑی، بلی، ہنس مکھ، من چلا، منہ پھٹ، بے ڈھب، لالچی، انجان، نڈر، نکما، نگوڑا، نرمل، نراس، چور، بےوقوف، مورکھ، زنانہ، مردانہ، گہرا، بہتر، کمتر۔ ۱۷

ضمیر:

ایسے تمام الفاظ جو اسم کی جگہ استعمال کیے جاتے ہیں۔ جیسے۔ آپ کیوں نہیں آئے؟ وہ گانا گا رہا ہے۔ ان جملوں میں آپ' اور' وہ' ضمیر ہیں۔ درج ذیل ضمیریں معمولی صوتی اختلاف سے قطع نظر اُردو ہندی میں مشترک ہیں۔

اُردو واحد	ہندی واحد	اُردو جمع	ہندی جمع
یہ	یہَ	یہِ	یِی
وُہ	وَہ	وُہ	وَے

مندرجہ ذیل ضمیریں اُردو اور ہندی میں مشترک ہیں:

واحد	جمع	واحد	جمع
میں	ہم	مجھے	ہمیں
مجھ کو	ہم کو	تو	تم
تجھے	تمہیں	تجھ کو	تم کو
تیرا	تمہارا	اسے	انہیں
اس کا	ان کا	جسے	جنہیں
میرا	ہمارا	جس کا	جن کا
جس نے	جنہوں نے	کس کا	کن کا ۱۸

یہ ضمیریں بھی اُردو اور ہندی میں یکساں استعمال ہوئے ہیں:

آپ، اپنا، اُس، اُن، اِسے، اُسے، انہیں، جس، جن، جو، ہمارا، کون، کسی، اسی، جو، جونسا، وغیرہ۔

حروف:

وہ معاون الفاظ جو تنہا لکھنے یا بولنے میں کوئی خاص معنی پیدا نہیں کرتے لیکن ان کی مدد کے بغیر بڑے بڑے کلمے اور

جملے مہمل اور بے معنی رہ جاتے ہیں۔ موقع و محل کے لحاظ سے حروف کو چار حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ جو اُردو اور ہندی دونوں زبانوں میں عموماً یکساں طور پر استعمال ہوتے ہیں:

ا۔حروف ربط: وہ حروف جو کسی ایک لفظ کا ربط یا علاقہ کسی دوسرے لفظ سے ظاہر کریں۔ مثلاً۔ کا، کے، کی، کو، نے، میں، پر، تک، تلک، تئیں، پاس، تلے، آگے، پیچھے، سامنے، سمیت، اوپر، نیچے، بیچ، اندر، باہر، لیے، ساتھ، سنگ، مارے وغیرہ۔

۲۔حروف عطف: دو یا دو سے زیادہ لفظوں کو ملانے والے حروف، عطف کہلاتے ہیں۔

مثلاً:۔ رام آیا اور مبارک باد دے کر چلا گیا مگر رحیم نہیں آیا۔ یہاں ''اور''، ''مگر'' عطف کہلائیں گے۔

نہ نہ، خواہ، چاہے، پر، لیکن، بلکہ، مگر، اگر، جو، ورنہ، نہیں تو، اور تو، کیونکہ، میں، سو، لہذا، تا کہ۔ وغیرہ۔

۳۔حروفِ تخصیص: ایسے حروف جو اسم یا فعل کے ساتھ آ کر خصوصیت کے معنی پیدا کریں۔ جیسے رام ہی یہ خبر لایا تھا۔ اس جملے میں 'ہی' تخصیص کہلائے گا۔ اس قسم کے حروف میں، ہی، تو، بھی، ہر وغیرہ۔

حرف کی یہ شکلیں بھی اُردو اور ہندی کا سرمایہ ہے:

کب + ہی = کبھی، جب + ہی = جبھی، اَب + ہی = ابھی، سب + ہی = سبھی، کہاں + ہی = کہیں، وہاں + ہی = وہیں، یہاں + ہی = یہیں، وہ + ہی = وہی، یہ + ہی = یہی، اس + ہی = اسی، تم + ہی = تمھیں، ہم + ہی = ہمیں، اُس + ہی = اُسی، یوں + ہی = یونہی

حروفِ فجائیہ: جوش و جذبے میں بے تحاشا زباں سے نکلنے والے حروف فجائیہ کہلائیں گے۔ مثلاً:

بے تکلفی، ناراضگی کی حالت میں اپنے سے چھوٹوں کو بلانے کے لیے: ارے، ابے، اجی، او، ابے، او وغیرہ۔

خوشی کے موقعوں پر: ہائے، وائے، آہ، اُف، ہائے رے، ہے رام۔

حیرانی یا پناہ مانگنے کے لیے: رام رام، اللہ اللہ، افو، اہا۔

نفرت کے لیے: دُر دُر، دت تیری کی، تف، تھو، ہشت، چھی چھی۔

آفرین کے لیے: واہ، وا، بہت خوب، شاباش۔

خبردار کرنے کے لیے: ہیں ہیں، ہوں ہوں، دیکھو، سنو،

تمیز:

فعل یا صفت کے ساتھ مل کر ان کی حالت میں قدرے فرق کرنے والے الفاظ تمیز کہلاتے ہیں۔ جیسے آپ کب جارہے ہیں۔کل یا پرسوں چلا جاؤں گا۔آپ کہاں جائیں گے۔ جدھر چاہے چلا جاؤں گا۔ یہ تمیزی الفاظ بھی ہندی اور اُردو میں مشترکہ طور پر استعمال ہوتے ہیں اوران پر کسی ایک زبان کی خصوصی مہر ثبت نہیں ہے اسے مندرجہ ذیل حصوں میں بانٹا جا سکتا ہے:

۱۔ زمانے یا وقت کے لیے:۔اب، جب، کب، تب، آگے، پیچھے، پہلے، آج، کل، پرسوں، ترسوں، تڑکے، صبح، سویرے، ترنت، ہمیشہ، پھر، جلدی وغیرہ۔

۲۔ مکاں یا جگہ کے لیے:۔یہاں، وہاں، جہاں، تہاں، کہاں، پرے، پاس، اوپر، نیچے، اندر، باہر، بھیتر۔

۳۔ سمت ظاہر کرنے کے لئے:۔اِدھر، اُدھر، جدھر، کدھر۔

۴۔ طور طریقہ کے لیے:۔یوں، جوں، کیوں، کیوں کر، کیسے، ٹھیک، دھیرے، ہولے، لگاتار، برابر، تابڑتوڑ، سچ مچ، جھوٹ موٹ، تھوڑا بہت، جھٹ پٹ، جھٹ، زیادہ، بالکل، مطابق، یعنی، باہم، وغیرہ۔

۵۔ تعداد کے لیے:۔ایک بار، دوبار، بار بار، اتنا، جتنا، کتنا، ایک ایک، دودو وغیرہ۔

۶۔ ہاں یا نہ کے لیے:۔جی ہاں، ہاں جی، نہیں، تو، شاید، ہرگز، البتہ وغیرہ۔

۷۔مرکب تمیز: کب تک، جب کبھی، جہاں کہیں، جہاں جہاں، کہیں نہ کہیں، کبھی نہ کبھی، اِدھر اُدھر، اندر باہر، جب جب، رفتہ رفتہ، خوشی خوشی، روز روز، آئے دن، گھڑی گھڑی، دھوم دھام، آس پاس، نت نت، الگ الگ، صبح وشام، چوری چھپے، آہستہ آہستہ، جوں جوں، جوں کا توں وغیرہ وغیرہ۔

بعض آوازوں کے لیے مخصوص الفاظ:۔اُردو اور ہندی میں بعض جانوروں اور چیزوں کی آوازوں کے لیے مخصوص الفاظ مشترک ہیں۔۱۹ مثلاً:

شیر کا دہاڑنا	ہاتھی کا چنگھاڑنا	سانپ کا پھنکارنا
اورنٹ کا بغبغانا/ بلبلانا	گھوڑے کا ہنہنانا	مینڈک کا ٹرانا
گائے کا رانبھنا	کتے کا بھونکنا	بادل کا گرجنا
گدھے کا رینگھنا	بکری کا ممیانا	بجلی کا کڑکنا

بلی کا میاؤں میاؤں	کوئل کا کوکنا	ریل کا گھڑ گھڑ
مرغی کا کڑکڑانا	چڑیوں کا چوں چوں	توپ کا دنادن
کوئے کا کائیں کائیں	مرغے کا ککڑوں کوں	بانسری کی تان
کبوتر کا غٹرغوں	طوطے کا رٹنا	طبلے کا تھاپ

اسی طرح:

موتی کی آب	پھول کی مہک	کوئلے کی سیاہی/ کالکھ
ہیرے کی ڈلک	کندن کی دمک	پانی کی جھلک
دودھ کی سفیدی	چاندی کی چمک	دھوپ کی تڑاق
عطر کی لپٹ	گھنگھرو کی چھنک	

مخصوص نام: یہ سب اُردو اور ہندی میں عموماً مشترک ہیں: ۲۰

جانوروں کے بچوں کے لیے:

لڑکا / بالک ... آدمی کا بچہ	بچھڑا ... گائے کا بچہ	
کٹڑا ... بھینس کا بچہ	بچھیرا ... گھوڑی کا بچہ	
ہرنوٹا ... ہرن کا بچہ	بلا ... کتیا کا بچہ	
سنپولیا ... سانپ کا بچہ	میمنا ... بکری کا بچہ	
چوزہ... مرغی کا بچہ	پٹھا ... اُلو کا بچہ	

جائے رہائش کے لیے:

راجہ/ بادشاہ کا محل، رانی کا رنواس، بیگم کا حرم، فوج کا چھاونی، پولیس کا کوتوالی/ تھانہ، سادھو کا کٹیا، صوفی کا حجرا/ خانقاہ، رشی کا آشرم، غریب کا جھونپڑا، عام آدمی کا گھر، لومڑی/ گیدڑ کا بھٹ/ ماند، چوہے کا بل، سانپ کا بانبی، گھوڑے کا تھان/ طویلہ، پرندوں کا گھونسلہ، گائے کا گوشالہ، قیدی کا جیل خانہ۔

اجتماع کے لیے:

بھیڑ... آدمیوں کی، جماعت... طلبا کی، پرا... فوج کا، چھتا... بھڑوں/ مدھومکھیوں کا، جھنڈ... پرندوں/ درختوں کا، دل۔ٹڈی... چیونٹی کا گڈی، توٹوں... کاغذوں کی، جوڑا... ہم جنس نر مادہ کا، ٹولی... بدمعاشوں کی، جھرمٹ... عورتوں یا ستاروں کا، دستہ... سواروں کا، ڈار... کونجوں کی جنگل۔ جیڑ... بانس کے درختوں کی، گچھا... انگوروں کا، کنج... پھولوں کا، لچھا... ریشم کا، گٹھا... لکڑیوں کا، ریوڑ... مویشوں کا۔

اعضائے جسمانی:

سر، ماتھا، آنکھ، گال، ناک، ہونٹ، کان، منہ، گردن، کندھے، بانہیں، کہنی، ہاتھ، انگلی، انگوٹھا، پیٹھ، پیٹ، چھاتی، کمر، ٹانگ، گھٹنا، پنڈلی، پاؤں، ایڑی، چوٹی وغیرہ۔

رشتہ داریاں:

ماں، باپ، دادا، دادی، نانا، نانی، تایا، تائی، بھوا، مامی، بھائی، بھابھی، بہن، بہنوئی، بیٹا، بیٹی، بیٹا وغیرہ ۲۱ یہاں پر یہ ذکر کرنا بے محل نہ ہوگا کہ اُردو اور ہندی میں ناموں کا یہ عجیب وغریب سنجوگ دنیائے لسانیات میں کم ہی دیکھنے میں آتا ہے۔اسی بنا پر پروفیسر گوپی چند نارنگ یہ کہتے کہتے تھک جاتے ہیں کہ:

''جتنا گہرا رشتہ اُردو اور ہندی میں ہے شاید دنیا کی کسی دو زبانوں میں نہیں۔'' ۲۲

مندرجہ بالا مختصر جائزے سے اردو اور ہندی کے باہمی رشتے کا بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے اصوات و بنیادی الفاظ اور قواعدی ڈھانچے کا بالکل ایک ہونا اشتراک اور ہم آہنگی کی انوکھی مثال ہے۔ایسی صورت حال دیکھ کر اس صداقت کو من وعن تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ اردو اور ہندی صوتی ،لفظی و قواعدی سطح پر ایک دوسرے سے اس قدر پیوست ہیں کہ ایک دوسری سے اغماض نہیں برت سکتی ہے۔اس تناظر میں یہ کیوں نہ کہا جائے کہ چناچہ دونوں کا منبع و ماخذ ایک ہے اس لیے یہ دونوں زبانیں ایک ہیں یا ایک دوسری کی محض ایک شیلی ہے۔یا کمال احمد صدیقی کے بقول ایک بھاشا دو لکھاوٹ دو ادب پر یقین کیا جائے ۲۳ لیکن فی الحقیقت ایسا انصاف پسندی کے بالکل منافی ہوگا۔ واضح رہے زبان انسانی ذہن کی ایک پُر اسرار اور پیچیدہ پیداوار ہے۔زبان محض لسانیات نہیں بلکہ اسے بڑھ کر ہے۔ہمیں موجودہ صورت حال میں دونوں زبانوں کی ادبی ،تہذیبی ،سماجی ،سیاسی ،مذہبی نیز اُسلوبیاتی وجود کو تسلیم کرنا ہوگا۔خواہ تاریخی اور لسانیاتی اعتبار سے دونوں میں کتنی ہی یگانگت کیوں نہ ہو۔حقیقت پسندانہ رویہ اپنا کر ہی دونوں زبانوں کو بخوبی پھلنے پھولنے کا موقع ملے گا۔

حوالہ وحواشی:

۱۔ (پیش لفظ) از۔ مرزا خلیل احمد بیگ۔ مشمولہ۔ اُردو زبان ولسانیات۔ گوپی چند نارنگ۔ رام پور رضا لائبریری ص(۱۲۔۲۲) ۲۰۰۶ء

۲۔ گوپی چند نارنگ۔ اُردو اور ہندی کا رشتہ۔ مشمولہ۔ لغت نویسی کے مسائل۔ ماہنامہ کتاب نما۔ دہلی۔

۳۔ گیان چند جین کے الفاظ میں ''اُدو نے فارسی اثر سے اپنے لسانی سرمائے میں جو اضافہ کیا تھا، ہندی نے بھی اس کے ایک جزو کو قبولا اور ظاہر ہے کہ ہندی میں یہ جُز اُردو ہی کی وساطت سے پہنچا ہے۔'' اُردو اور ہندی کا لسانیاتی رشتہ۔ مشمولہ۔ لسانی مطالعے۔ ص(۱۹۷)

۴۔ لسانی مطالعے۔ از گیان چند جین

۵۔ ڈاکٹر مرزا خلیل احمد بیگ۔ اُردو زبان کی تاریخی اور تہذیبی جڑیں۔ مشمولہ۔ اُردو زبان کی تاریخ۔

۶۔ ''مسعود حسین خان نے اپنے مضمون ''اُردو صوتیات کا خاکہ'' میں (۳۷) مصمتوں کی نشاندہی کی ہے۔''

۷۔ : اُردو اور ہندی کا لسانی اشتراک۔ مشمولہ۔ اُردو زبان ولسانیات۔ از۔ گوپی چند نارنگ۔

۸۔ 'بیشتر ماہرین صوتیات کے نزدیک ان کی حیثیت صوتیوں کی نہیں ہے۔''

۹۔ ڈاکٹر مرزا خلیل احمد بیگ۔ اُردو زبان کی تاریخی اور تہذیبی جڑیں۔ مشمولہ۔ اُردو زبان کی تاریخ۔

۱۰۔ اُردو اور ہندی کا لسانی اشتراک۔ مشمولہ۔ اُردو زبان ولسانیات۔ از۔ گوپی چند نارنگ۔

۱۱۔ گیان چند جین۔ اُردو اور ہندی کا لسانیاتی رشتہ۔

۱۲۔ ''اُردو صوتیات کا خاکہ''۔ مشمولہ۔ مقالات مسعود۔ از۔ مسعود حسین خان۔ (نئی دہلی ترقی اُردو بورڈ۔۱۹۷۳۔ص: ۱۸۲) (ص:۱۳)

۱۳۔ : بحوالہ۔ ''فارسی صرفی ونحوی اثرات اُردو زبان پر''۔ از۔ پروفیسر نذیر احمد۔ مشمولہ۔ فکر ونظر۔ اکتوبر (۱۹۶۲)

۱۴۔ ڈاکٹر رام آسرا راز۔ اُردو اور ہندی کا لسانیاتی رشتہ۔ دہلی یونیورسٹی دہلی۔ ۱۹۷۵)

۱۵۔ ڈاکٹر گوپی چند نارنگ۔ ''اُردو اور ہندی کا لسانی اشتراک''۔ مشمولہ۔ اُردو زبان ولسانیات

۱۶۔ ڈاکٹر رام آسرا راز۔اُردو اور ہندی کا لسانیاتی رشتہ۔ص:۹۹
۱۷۔ ماخوذ۔اُردو اور ہندی کا لسانیاتی رشتہ۔از۔ڈاکٹر رام آسرا راز۔
۱۸۔ ماخوذ۔اُردو اور ہندی کا لسانیاتی رشتہ۔از۔ڈاکٹر رام آسرا راز
۱۹۔ ماخوذ: اُردو اور ہندی کا لسانیاتی رشتہ۔از۔ڈاکٹر رام آسرا راز۔ص:۱۱۱۔۱۱۲
۲۰۔ ڈاکٹر آسرا راز۔اُردو اور ہندی کا لسانیاتی رشتہ۔
۲۱۔ ماخوذ: اُردو اور ہندی کا لسانیاتی رشتہ۔از۔ڈاکٹر رام آسرا راز۔ص:۱۱۱۔۱۱۴
۲۲۔ ''اُردو اور ہندی کا لسانی اشتراک''مشمولہ۔اُردو زبان و لسانیات۔از۔گوپی چند نارنگ۔ص:۷۸
۲۳۔ دیکھیئے .ایک بھاشا، دو لکھاوٹ، دو ادب:از گیان چند جین: مقدمہ کمال احمد صدیقی

☆☆☆

رابطہ:

ڈاکٹر محمد حسین زرگر

سنیئر اسسٹنٹ پروفیسر محکمہ اعلیٰ تعلیم، جموں و کشمیر

فون:9622437579

ای میل:drhussain35@gmail.com